

سیاحت کو فروغ دیجئے!

سید صاحب کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم لوگ اپنے ملک کی قدر نہیں کرتے۔ ہر وقت اس میں کیڑے نکالنے رہتے ہیں۔ ہر دم براہیاں، دشام درازی اور ہرزہ سرائی۔ میں نے بات آن سنی کر دی۔ اسلیے کہ پارک میں ابھی تین چکر لگانے تھے۔ سید صاحب ورزش کرچکے تھے۔ حسب معمول گھر سے لائی ہوئی کافی، کاغذ کے گلاس میں بڑے سکون سے پی رہے تھے۔ سید صاحب کی بات کوٹا لتے ہوئے گزارش کی کہ ٹھیک تھیں منٹ بعد دوبارہ ملاقات ہو گی۔ اب سید صاحب نے میری بات کو قطعاً غور سے نہیں سننا۔ گھاس پر اوندھے لیٹے ہوئے پھولوں کی کیاریوں پر نظر جما کر بیٹھے تھے۔ اس طرح جیسے کوئی سادھوگیاں کر رہا ہو۔

خیر آدھے گھنٹے بعد واپس آیا تو شاہ صاحب بیچ پر بیٹھے گہری سوچ میں تھے۔ بیچ پر بیٹھا کر کہا کہ ڈاکٹر، یار، ہم تمام لوگ حد درجہ نا شکرے اور ناسمجھ ہیں۔ بلکہ نادان ہیں۔ میں اخبارات اور ٹاک شوز میں اپنے ملک، اسکے نظام کے متعلق ادنیٰ بتائیں سن سکر تھک چکا تھا۔ میری ہمت ہی نہیں تھی کہ ڈوبتے ہوئے سورج کے سحر سے باہر آسکوں۔ سرخ رنگ کا سورج سنبھالی تھا میں ڈوب رہا تھا۔ سید صاحب نے کافی کا کپ میرے سامنے رکھا اور فرمानے لگے کہ ڈاکٹر، پاکستان کے شمالی علاقوں میں کتنی بارگئے ہو۔ سورج کر جواب دیا۔ صرف ایک بار انہوں نے زور سے تھقہہ لگایا۔ ٹیکسلا، موہن جوداڑ اور ہڑپہ کتنی بار دیکھا ہے۔ سوچ میں پڑ گیا۔ ٹیکسلا تو خیر ایک بار جانے کا اتفاق ہوا۔ مگر موہن جوداڑ اور ہڑپہ تو کبھی بھی نہیں گیا۔ نہ ہی کبھی سوچا کہ وہاں جانا چاہیے۔ شاہ جی کو جب بتایا کہ لاہور کے شاہی قلعے اور بادشاہی مسجد جانے کا بھی دہائیوں سے اتفاق نہیں ہوا۔ تو وہ تھوڑے سے غصے میں آگئے۔ بیچ سے اُتر کر گھاس پر لیٹ گئے۔ ڈاکٹر تم نہیں پاکستان میں نوے فیصد لوگوں نے پاکستان کے سیاحت کے حوالے سے اہم مقامات کی طرف رخ نہیں کیا۔ اس میں ملک کا نہیں تمہارا اور تمہارے جیسے لوگوں کا قصور ہے۔ تم یورپ اور امریکہ جا کر ہر وہ چیز دیکھنے کی کوشش کرتے ہو جسکی ہلکی سی سیاحتی اہمیت ہے۔ مگر اپنے ملک کے سیاحتی خزانے پر غور کرنے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔

ڈاکٹر! کیا تمہیں علم ہے کہ 2018 میں برطانیہ کی بیک پیپر سوسائٹی British Backpaper Society نے پاکستان کو سیاحت کی خوبصورتی اور تحسیں کے حوالے سے دنیا کا اول نمبر ملک قرار دیا تھا۔ لوگوں کو یعنی ہمیں دنیا کے مہماں نواز ترین افراد بتایا تھا۔ اس سوسائٹی کے بقول انکے نمائندے جب پاکستان کے شمالی علاقوں میں گئے تو ششد رہ گئے۔ مونہہ میں انگلیاں چباؤالیں۔ ہمارے پہاڑ، کوہ سار اور وادیاں پوری دنیا سے منفرد اور بے مثال ہیں۔ بقول ان برطانوی افراد کے، انہوں نے اتنا قدر تی حسن یورپ کے کسی ملک میں نہیں دیکھا۔ بات صرف ایک سوسائٹی کے تجزیہ پر ختم نہیں ہوتی۔ معتبر ترین جریدے Forbes نے 2019 میں پاکستان کو سیاحت کے حوالے سے دنیا کی بہترین جگہ قرار دیا تھا۔ فور بزر کوئی معمولی جریدہ نہیں۔ اسکا ایک ایک لفظ سنجیدگی میں گندھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ دنیا کے امیر لوگوں کا رسالہ ہے۔ وہ لوگ جنکے پاس دنیا کی ستر فیصد دولت ہے۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ فور بزر کی اس روپورٹ کا پاکستان کو حد درجہ مالی فائدہ ہوا ہے۔ بالکل اسی طرح ورلڈ اکانومک فورم World

Economic Forum ڈیپلٹ سے لیکر ہڑپہ اور موہن بوداڑ جیسی نایاب جگہیں موجود ہیں۔ شاہ صاحب کہنے لگے کہ کسی مقامی تحقیق کا حوالہ نہیں دے رہا۔ یہ روپوٹیں دنیا کے معتبر ترین جریدوں اور اداروں کی طرف سے ہیں۔ گفتگو کے بعد شاہ صاحب نے آلتی پالتی مار کر گیان لے لیا اور خاموشی میں ڈوب گئے۔ کافی کا کپ ختم کر چکا تھا۔ یہ شرافت پرمنی اشارہ تھا کہ مجھے تہاں چھوڑ دو۔ کسی سے بات نہیں کروں گا۔ بڑے آرام سے پارک سے گھروالپس آگیا۔

ساری رات سوچتا رہا کہ عام خیال تو یہی ہے کہ ملک میں جنگ میں جنگ ہو رہی ہے۔ روز دھماکے ہوتے ہیں۔ ہمارے جوان اور سویلیں لوگ شہید ہوتے ہیں۔ ملک تو مکمل طور پر غیر محفوظ سالگرتا ہے۔ پھر یہاں گورا سیاح کیوں آئیگا۔ کس وجہ سے خطرہ مول یگا۔ اگلے دن چند دوستوں سے بات کی کہ پاکستان سیاحت کے اعتبار سے بہترین ملک ہے۔ تو انہوں نے مجھے اس طرح دیکھا جیسے میرا ذہنی توازن خراب ہو گیا ہے۔ میرے یہ دوست، چھٹیاں گز رانے یورپ یا امریکہ جاتے ہیں اور مسلسل جاتے رہتے ہیں۔ سوال کیا کہ کیا آپ نے گلگت بلستان، کے پی او آزاد کشمیر کے قدرتی حسن کو دیکھا ہے۔ وہ خاموش ہو گئے۔ ان میں سے کوئی بھی مقامی قدرتی وادیوں میں نہیں گیا تھا۔ بہر حال واپس آ کر جب سیاحوں کے اعداد و شمار دیکھے تو یقین نہیں آیا۔ ایسے لگا کہ غلط صفحہ کھل گیا ہے۔ مختلف ویب سائٹس پر بار بار گیا۔ یعنی کو دو تین بار صاف کیا۔ مگر غیر ممالک سے آنے والوں کی تعداد بالکل وہی رہی۔ 1994 میں ہمارے ملک میں صرف چار لاکھ سیاح آئے۔ یعنی حد درجہ کم۔ 2004 میں انکی تعداد ساڑھے چھ لاکھ ہو گئی۔ اس وقت ملکی حالات کیا تھے آپ سب جانتے ہیں۔ سو اس کے معاملات اور دہشت گردی عروج پر تھی۔ لا ہور جیسا شہر بھی غیر محفوظ تھا۔ یہاں کی مارکیٹوں میں بم دھماکے تو اتر سے ہوتے تھے۔ کے پی کی تو خیر بات ہی نہ کریں۔ وہاں تو ہر گھر کی دل میں دھڑکہ سالگار ہتا تھا کہ اب کچھ ہوا کہ اب کچھ ہوا۔ ایک بولینس کے سائز نوں کی آواز سارا دن ٹی وی پر گوئی رہتی تھی۔ وحشت ہوتی تھی کہ خدارا یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ پھر فوج نے کمر باندھی اور وہ کار نامہ کر دکھایا جو آج تک دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہوا۔ اس فوج نے اپنے خون کا تختہ دیکر دہشت گردوں کی کمر توڑ ڈالی۔ ان پر ملک کی فضا اور زمین ننگ ہو گئی۔ کیا آپ جانا چاہیئے کہ اس جنگ کے جیتنے سے سیاحت پر کیسا فقید المثال اثر پڑا۔ 2011 میں گیارہ لاکھ غیر ملکی سیاح اسی ملک کے سحر میں گرفتار ہو کر پاکستان آئے۔ اور 2019 میں یہ تعداد بیس لاکھ سے اوپر ہو چکی ہے۔ اسکا اقتصادی منافع حیرت انگیز ہے۔ 2016 میں سیاحت پاکستان کی جی ڈی پی کی تقریباً تین فیصد تھی۔ صرف ایک سال بعد یعنی 2017 سے یہ پانچ فیصد سالانہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ جو آٹھ سو بیلین روپے بتا ہے۔ ڈیڑھ دو برس سے سیاحت کو حد درجہ فرودغ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کیا آپ جانا چاہیئے کہ 2025 میں یعنی صرف پانچ برس بعد پاکستان کو اس شعبہ سے کتنے پیسے مل رہے ہوں گے۔ صاحبان! ایک ٹریلیوں روپے۔ مجھے ٹریلیوں کا اردو ترجمہ نہیں آتا۔ ذہن میں کھرب کا لفظ آرہا ہے۔ یعنی صرف پانچ برس بعد یہ ہماری اقتصادی صورت حال کو حد درجہ بہتر کر دیگی۔ ویسے مجھے ان اعداد و شمار پر بالکل یقین نہیں آیا۔ مگر بار بار تحقیق کرنے کے بعد کم و بیش یہی اعداد رہے۔ عرض کرتا چلوں۔ پاکستان آنے والے غیر ملکی سیاحوں کی تعداد میں گزشتہ بیس برسوں میں تین سو فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ مقامی سیاحت

اور اس کا اقتصادی اثر اس میں شامل نہیں ہے۔ اگر مقامی سیاحت کو بھی شامل کیا جائے تو یہ فائدہ ہمارے گمان سے بھی باہر چلا جاتا ہے۔ اب ان معاملات کی طرف آتا ہوں جنکی بدولت سیاحت کو ہم عرشِ معلیٰ تک لے جاسکتے ہیں۔ پاکستان میں یہ ورزگاری سے موثر طریقے سے لڑا جاسکتا ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ ہمارے پاس میں الاقوامی معیار کے ہوٹل حدد درجہ کم ہیں۔ لاہور، اسلام آباد، کراچی سے ذرا باہر نکلیں تو بہت اچھے معیار کے نہیں بلکہ انتہائی کم درجے کے ہوٹل جا بجا نظر آتے ہیں۔ اس شعبہ میں اتنی سرمایہ کاری نہیں ہو رہی جس سے انکی حالت مکمل طور پر تبدیل کر دی جائے۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ غیر ملکی سیاح ہمارے شہری نہیں ہیں۔ وہ اپنا پیسہ خرچ کر کے ہمارے ملک کو دیکھنے آئے ہیں۔ ہمیں انہیں کھانے اور پینے کی وہ سہولیات مہیا کرنی چاہیے جو انہیں اپنے ملکوں میں دستیاب ہیں۔ مختلف مقامات پر پُر تکلف کیفے، بارزا و نائل کلب بنے چاہیں۔ جواہیریا سے لیکر دوہی تک تمام مسلمان ممالک میں موجود ہیں۔ ہمیں اپنی اخلاقیات، زبردستی ان سیاحوں پر ٹھوسنی نہیں چاہیے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ پابندی لگادیجئے کہ مقامی لوگ یعنی پاکستانی ان تفریح کی جگہوں پر نہیں جاسکتے۔ حفظ ما تقدم ان بارزا و نائل کلبوں کا عملہ بھی غیر مسلم رکھ لیجئے تاکہ کسی کو اعتراض نہ ہو۔ یہ معاملہ اسلیے اہم ہے کہ یہ ”مشاغل“ پوری دنیا میں سیاحت کے ساتھ ہڑتے ہوئے ہیں۔ دور مت جائیے۔ دہلی میں تمام تاریخی مقامات، آگرہ کا عظیم تاج محل اور فتح پور سیکری کے کمال عجائب اپنی جگہ لاکھوں سیاحوں کو ٹھیک کرلاتے ہیں۔ مگر وہاں کی حکومت انکو وہ تمام تفریحی سہولیات مہیا کرتی ہے جسکے یہ لوگ عادی ہیں یا جو انکے اپنے مقامی نظام کا حصہ ہے۔ اسلیے کھل کر بات کر رہا ہوں کہ منافقت سے بھر پور معاشرے میں، ہر کام پر دہ کے پیچے ہو رہا ہے۔ ہرگز یہ عرض نہیں کر رہا کہ بارزا و دیگر کلیمز مقامی لوگوں کیلئے کھولے جائیں۔ وہ تو چھپ کر ہر چیز سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ صرف غیر ملکی سیاحوں کو یہ سہولت دینے میں کوئی قباحت نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ تو تمام مسلمان ممالک میں رائج ہے۔

اسی طرح سیاحوں کیلئے انتہائی پڑھے لکھے اور تہذیب یافتہ گاڈڑ زکا نظام ہونا چاہیے۔ انکی محفوظ آمد و رفت کیلئے انتہائی پُر آسائش ٹرانسپورٹ بلکہ ٹرین کا انتظام ہونا چاہیے۔ اسی طرح ”سیاحتی پولیس“، جوانگریزی زبان جانتی ہو اور جس میں روایتی کرتگی نہ ہو اس کا قیام بھی ضروری ہے۔ بہت سے اقدامات ہیں جن سے صرف سیاحت سے اپنے ملک کی قسمت بدل سکتے ہیں۔ مگر وہاں تو ہر آدمی منافقت کا ڈنڈا لیکر مختسب بنا ہوا ہے۔ یہ کبھی بھی اس معاشرے کی گھنٹن کو کم نہیں کریں گے۔ بلکہ شائد بڑھانے اور لوگوں کو تکلیف پہنچانے میں خوش محسوس کریں گے۔ لہذا یہاں سیاحت کا پھلنکا پھولنا حدد درجہ مشکل ہے۔ شائد ناممکن!

رأو منظر حیات